امام ابو حنیفہؒ کا وہ قول پیش کیا، جس میں عربی نہ جاننے والے کے لئے نماز میں قرآن مجید کا فارسی ترجمہ پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔

ان دونوں بزرگوں کی بحث نے اتنی اہمیت اختیار کرلی کہ بعد میں شیخ مصطفیٰ المراغی نے جو اس وقت شیخ الازہر تھے، اس میں حصّہ لیا۔ اور دوسری زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے کی حمایت کی، اور اسے افہام و تفہیم کے لئے ضروری قرار دیا۔

راقم الحروف اس وقت قاہرہ میں طالب علم تھا۔ اور اتفاق سے "الاہرام" کے اس قلمی مجادلہ کو پڑھنے کا اسے موقع ملا۔

اس ضمن میں شیخ تفتازانی نے دوران بحث میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اتاترک کی اصلاحات سے ترک معاشرے میں جو تبدیلیاں آرہی ہیں، ان سے اِلحاد کی راہیں کھلیں گی۔ اور ترک قوم اسلام کو چھوڑ دے گی، یا اس سے دُور ہوجائے گی۔ اس کے جواب میں فرید وجدی نے لکھا تھا کہ صدیوں سے ترک ذہنی جمود میں مبتلا ہیں، اور اس نے اُنہیں معاشرتی لحاظ سے بوجھل زنجیروں میں بُری طرح جکڑ رکھا ہے۔ اب اگر یہ جمود نہیں ٹوٹتا، تو یہ زنجیریں ترک قوم میں زندگی کی تھوڑی بہت جو رمق ہے' وہ بھی ختم کردیں گی۔ چنانچہ اس سے بہتر ہے کہ یہ جمود ٹوٹے۔ ترک آزادی سے سوچنے لگیں۔ اور اگر اس سلسلے میں تھوڑا بہت اِلحاد بھی در آئے، تو اس میں چنداں حرج نہیں۔ ترک قوم میں بحیثیت مجموعی اگر اسلامی شعور ہوگا، تو وہ لازماً موثر ہوگا، اور جمود کو توڑتے وقت جو بے اعتدالیاں ہوں گی، بعد میں ان کی اصلاح کی توقع کی جاسکتی ہے۔

فرید وجدی نے اس موقع پر یہ تاریخی جملہ لکھا تھا:۔

وہ جمود جو ایک قوم کی موت پر منتج ہو، اس سے الحاد کہیں بہتر ہے اگر اس سے قوم کو نئی زندگی ملتی ہے۔

"فکر و نظر" کو اس بات پر یقین ہے کہ صنعتی انقلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے پاکستانی معاشرے کو ہمارے بزرگوں نے انہیں ذہنی اور معاشرتی زنجیروں سے بدستور جکڑ رکھنے کی کوشش کی، جو صدیوں سے چلی آتی ہیں، تو یہ زنجیریں لامحالہ ٹوٹ کر رہیں گی۔ کیونکہ پاکستان صنعتی دَور میں داخل ہوچکا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ یہاں اور صنعتیں نہ لگیں اور صنعتی انقلاب کا دائرہ اثر وسیع تر